Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies Solved Assignment Autumn 2025 Pdf

Code 1951 Introduction to Quran

سوال نمبر *1:* جمعِ قرآن کے کیا معنی ہیں؟ عہدِ رسالت میں قرآن مجید کے مکتوبہ صحیفوں اور عہدِ صدیقی میں قرآن کو جمع کرنے کے اسباب تحریر کیجئے۔

جمع قرآن کے مفہوم کی وضاحت

"جمع قرآن" ایک ایسا تاریخی اور دینی اصطلاحی عمل ہے جس نے قرآن مجید کے تحفظ اور بقا کو ہمیشہ کے لیے یقینی بنا دیا۔ لغوی اعتبار سے "جمع" کا مطلب ہے "اکٹھا کرنا" یا "جمع کرنا"۔ جبکہ اصطلاحی طور پر "جمع قرآن" کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو مختلف منتشر شکلوں سے یکجا کر کے ایک مربوط، مرتب اور محفوظ نسخے کی صورت میں امت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس میں کسی قسم کی کمی، زیادتی یا تحریف کا خطرہ نہ رہے۔

جمع قرآن کو تین بنیادی جہات سے دیکھا جا سکتا ہے:

1. **سینوں میں جمع کرنا:** یعنی حفاظ کرام کا قرآن کو یاد کر کے اپنے دلوں میں محفوظ کرنا۔

2. **کتابت میں جمع کرنا:** قرآن کی آیات کو مختلف مواد پر لکھنا اور محفوظ کرنا۔

3. **مصحف میں جمع کرنا:** قرآن کو ایک جامع اور واحد کتابی شکل میں مرتب کر دینا۔

یہ تینوں پہلو قرآن کے ابتدائی دور سے ہی موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں قرآن مجید صحابہ کرام کے سینوں میں بھی تھا اور مختلف تحریری صحیفوں میں بھی۔ لیکن اسے مکمل کتابی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں یکجا کیا گیا۔

عہد رسالت میں قرآن کا جمع ہونا

1. حفظ قرآن کی روایت

اسلامی تاریخ کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ قرآن مجید شروع ہی سے زبانی طور پر یاد کیا گیا۔ عرب معاشرہ حافظے میں غیر معمولی قوت رکھتا تھا اور لوگ شعری دیوان یاد کر لیتے تھے۔ اس روایت کو قرآن نے مزید مضبوط کیا۔ نبی اکرم ﷺ جب وحی وصول کرتے تو سب سے پہلے خود یاد فرماتے، پھر صحابہ کو سناتے اور وہ اسے حفظ کر لیتے۔

کئی صحابہ ایسے تھے جنہیں "حفاظ قرآن" کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

- حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ
- حضرت معاذ بن جبلؓ
- حضرت زید بن ثابتؓ
- حضرت ابی بن کعبؓ

یہ حفاظ نہ صرف نماز میں قرآن پڑھتے بلکہ دوسروں کو سکھاتے اور قرآن کی تعلیم کا سلسلہ پھیلاتے۔

2. کتابت وحی

حضور ﷺ نے وحی کی حفاظت کے لیے صرف حفظ پر انحصار نہیں کیا بلکہ کتابت کا اہتمام بھی کیا۔ آپؐ کے پاس مخصوص "کاتبین وحی" تھے جن کی ذمہ داری تھی کہ جو آیات نازل ہوں انہیں فوراً لکھ لیں۔

اہم کاتبین وحی میں یہ حضرات شامل تھے:

- حضرت زید بن ثابتؓ
- حضرت علی بن ابی طالبؓ
- حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ
- حضرت ابی بن کعبؓ
- حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ

3. مکتوبہ مواد

وحی کو اس دور میں مختلف دستیاب چیزوں پر لکھا جاتا تھا کیونکہ کاغذ کا رواج نہیں تھا۔ مثال کے طور پر:

- ہڈیوں پر (خاص طور پر کندھوں کی چوڑی ہڈیوں پر)
- کھجور کی چھال پر
- چمڑے کے ٹکڑوں پر
- پتھر کی پتلی تختیوں پر
- کپڑے کے ٹکڑوں پر

یہ منتشر صحیفے قرآن کی مکتوبہ صورت تھے جنہیں نبی اکرم ﷺ کی نگرانی میں لکھا جاتا اور ترتیب دی جاتی۔

4. ترتیب قرآن

نبی اکرم ﷺ جب آیات نازل ہوتیں تو کاتبین وحی کو ہدایت دیتے کہ فلاں سورت میں فلاں مقام پر یہ آیت درج کی جائے۔ اس طرح قرآن کی ترتیب الٰہی اور وحی کے مطابق تھی، انسانی اجتہاد پر مبنی نہیں تھی۔

عہد صدیقی میں قرآن کے جمع کرنے کے اسباب

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملی۔ اسلام تیزی سے پھیل رہا تھا اور مختلف قبائل میں بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ انہی ایام میں قرآن کو جمع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی۔

1. جنگ یمامہ میں حفاظ کی شہادت

سب سے اہم سبب "جنگ یمامہ" تھا جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں تقریباً 70 حفاظ قرآن شہید ہوئے۔ یہ صورتحال خطرناک تھی کیونکہ اگر حفاظ بڑی تعداد میں شہید ہو گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔

2. حضرت عمرؓ کی تجویز

حضرت عمر فاروقؓ نے اس خطرے کو محسوس کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو تحریری شکل میں ایک جگہ جمع کر دیا جائے تاکہ یہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ ابتدا میں حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ جو کام نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا، وہ میں کیسے کروں؟ لیکن بعد میں اللہ نے ان کا دل کھول دیا اور انہوں نے یہ کام کرنے کا فیصلہ کیا۔

3. حضرت زید بن ثابتؓ کی ذمہ داری

قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد کی گئی۔ وہ جوان تھے، مضبوط حافظہ رکھتے تھے اور خود بھی کاتب وحی تھے۔

4. قرآن جمع کرنے کا طریقہ

حضرت زید بن ثابتؓ نے قرآن کو انتہائی محتاط طریقے سے جمع کیا:

- ہر آیت اس وقت قبول کی جاتی جب اس کی زبانی گواہی بھی موجود ہو اور تحریری ثبوت بھی۔

- صحابہ کرام اپنی لکھی ہوئی آیات لاتے اور دو گواہوں کی تصدیق کے بعد انہیں قبول کیا جاتا۔

- اس طرح قرآن کی تمام آیات کو یکجا کر کے ایک نسخے میں جمع کیا گیا۔

5. قرآن کا محفوظ نسخہ

یہ پہلا مرتبہ تھا کہ قرآن کو ایک مکمل اور جامع **"مصحف"** کی شکل میں جمع کیا گیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس رہا، پھر حضرت عمرؓ کے پاس اور ان کے بعد حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ کیا گیا۔

جمع قرآن کی اہمیت اور نتائج

1. **تحریف سے حفاظت**: قرآن کو جمع کرنے سے اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کا امکان ختم ہو گیا۔
2. **امت کے لیے آسانی**: مسلمانوں کے لیے قرآن کی تعلیم لینا اور پڑھنا آسان ہو گیا۔
3. **قرآن کی وحدانیت**: تمام مسلمان ایک ہی مصحف کے قائل ہوئے، جس نے امت کو اتحاد پر قائم رکھا۔
4. **قرآن کا زندہ معجزہ**: آج 1400 سال بعد بھی قرآن اسی شکل میں موجود ہے، جس طرح پہلی بار جمع کیا گیا تھا۔

نتیجہ

جمع قرآن کا عمل اسلامی تاریخ میں نہایت اہم سنگ میل ہے۔ عہد رسالت میں قرآن کو زبانی اور تحریری دونوں شکلوں میں محفوظ کیا گیا۔ لیکن عہد صدیقی میں حالات کے پیش نظر اسے ایک مصحف میں یکجا کر دیا گیا تاکہ امت کے پاس قرآن کا ایک مستند اور محفوظ نسخہ موجود رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج قرآن دنیا کی واحد کتاب ہے جو اپنے اصل الفاظ کے ساتھ، بغیر کسی تبدیلی کے، دنیا کے ہر کونے میں یکساں طور پر موجود ہے۔

سوال نمبر 2: شرک سے کیا مراد ہے؟ قرآن مجید میں مشرکین کے عقیدہ شرک کا کتنے طریقوں سے جواب دیا گیا ہے؟ نیز مشرکین کی گمراہیوں کی وضاحت کیجئے۔

شرک کی تعریف اور مفہوم

لفظ **شرک** عربی کے "شرک" سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے "شریک ٹھہرانا" یا "کسی کو برابر ٹھہرانا"۔ دینی اور شرعی اصطلاح میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات یا عبادات میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ "توحید" ہے، یعنی یہ یقین کہ اللہ تعالیٰ یکتا، بے نیاز، بے مثال ہے اور کائنات کی تخلیق، پرورش اور نظامِ کار اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس لیے توحید کے مقابلہ میں سب سے بڑی گمراہی اور گناہ "شرک" ہے۔

شرک کی بنیادی اقسام:

1. **ذات میں شرک:** اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا ماننا۔
2. **صفات میں شرک:** اللہ کی صفات جیسے علم غیب، قدرتِ کاملہ یا رزق دینے کی صفت کو دوسروں کی طرف منسوب کرنا۔
3. **عبادت میں شرک:** اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا، نذر و نیاز دینا یا دعا مانگنا۔
4. **اختیارات میں شرک:** اللہ کے سوا کسی اور کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا۔

اسلام میں شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> "یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے سوا جسے چاہے معاف کر دے گا۔"
> *(النساء: 48)*

قرآن مجید میں مشرکین کے عقیدہ شرک کا رد

قرآن مجید نے مشرکین کے نظریہ شرک کو متعدد پہلوؤں سے رد کیا ہے اور انہیں مختلف دلائل کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ان دلائل کو ہم چند بڑے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

---

1. عقلی دلائل کے ذریعے رد

قرآن مجید نے مشرکین سے سوال کیا کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے بھی خدائی کے دعویدار ہوتے تو کائنات کا نظام بگڑ جاتا۔ ایک سے زیادہ خداؤں کی موجودگی میں کائنات میں انتشار اور فساد لازمی ہوتا۔

> "اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں کا نظام تباہ ہو جاتا۔"
> *(الانبیاء: 22)*

یہ آیت بتاتی ہے کہ کائنات کا کامل اور مربوط نظام اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خالق و مالک صرف ایک ہی ہے۔

---

2. فطری دلائل کے ذریعے رد

قرآن نے مشرکین کو ان کی فطرت کی طرف متوجہ کیا۔ جب وہ کسی مصیبت یا سمندر میں طوفان میں پھنس جاتے تو صرف اللہ کو پکارتے، لیکن نجات ملنے کے بعد پھر دوسروں کو شریک ٹھہراتے۔

> "جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اسی (اللہ) کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔"
> *(العنکبوت: 65)*

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فطرت سلیم ہمیشہ اللہ کی وحدانیت کو مانتی ہے۔

---

3. تاریخی دلائل کے ذریعے رد

قرآن نے پچھلی امتوں کے حالات بیان کیے کہ کس طرح انہوں نے شرک کیا اور اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئیں۔ قوم نوحؑ، عاد، ثمود اور فرعون کی مثالیں اس ضمن میں دی گئیں۔ یہ تاریخی دلائل مشرکین کو متنبہ کرنے کے لیے تھے کہ وہ بھی اسی انجام سے دوچار ہو سکتے ہیں۔

---

4. توحید کی برہان کے ذریعے رد

قرآن نے بار بار یہ اعلان کیا کہ زمین و آسمان کی تخلیق، انسان کی پیدائش، بارش کے نزول اور کائنات کے تمام نظام کا خالق صرف اللہ ہے۔ پھر سوال اٹھایا کہ جب ان سب کو تم اللہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہو تو پھر عبادت دوسروں کی کیوں کرتے ہو؟

> "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"
> *(البقرہ: 21)*

---

5. شرک کی بے بسی ظاہر کر کے رد

قرآن نے مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کو بار بار بیان کیا۔ وہ نہ سن سکتے ہیں، نہ نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

> "جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔"
> *(الاعراف: 197)*

مشرکین کی گمراہیاں

مشرکین کے عقائد و اعمال میں کئی طرح کی گمراہیاں تھیں، قرآن نے انہیں واضح کر کے رد کیا:

1. **کئی خداؤں کا اعتقاد**
وہ مانتے تھے کہ اللہ خالق ہے لیکن ساتھ ہی دیگر معبودوں کو نفع و نقصان کا مالک سمجھتے۔

2. **شفعاء اور سفارشیوں پر ایمان**
وہ کہتے کہ ہم ان بتوں کی عبادت اللہ تک رسائی کے لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمارے سفارشی بن سکیں۔ قرآن نے فرمایا:

> "یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔"
> *(الزمر: 3)*

3. فرشتوں اور جنات کو شریک ٹھہرانا
کچھ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے اور ان کی پرستش کرتے۔

4. نذر و نیاز اور قربانی بتوں کے نام پر
وہ اپنی نذریں اور قربانیاں اللہ کے بجائے اپنے معبودان باطل کے لیے پیش کرتے۔

5. بت پرستی اور معبودان باطل کا جواز
وہ کہتے کہ یہ ہمارے بڑے ہیں، ہمارے لیے وسیلہ ہیں۔ قرآن نے ان کے اس عقیدے کی تردید کی اور بتایا کہ یہ تو بے جان پتھر ہیں۔

شرک کی شناعت اور قرآن کا اعلان

قرآن نے شرک کو سب سے بڑی گمراہی اور ناپاک ترین عقیدہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> "یقیناً شرک ایک بڑا ظلم ہے۔"
> *(لقمان: 13)*

یعنی شرک صرف اللہ کے حق میں زیادتی نہیں بلکہ انسان کی فطرت اور عقل کے خلاف بھی ہے۔

مزید یہ کہ شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا:

> "یقیناً اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اور اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے گا۔"
> *(النساء: 48)*

نتیجہ

شرک کا مطلب ہے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا، جو سب سے بڑا گناہ اور انسان کی بدترین گمراہی ہے۔ قرآن مجید نے مشرکین کے عقائد کو عقلی، فطری، تاریخی، توحیدی اور عملی دلائل کے ذریعے رد کیا۔ مشرکین کی گمراہیوں کو واضح کیا کہ وہ بت پرستی، فرشتوں کو شریک بنانے، سفارشیوں پر بھروسہ کرنے اور نذر و نیاز کے غلط عقائد میں مبتلا تھے۔ قرآن نے اعلان کیا کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہی اسلام کی اصل بنیاد ہے۔

سوال نمبر 3: اہل کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟ نیز نصاری کی گمراہیوں اور اشکالات کی نشاندہی کیجئے اور وضاحت کیجئے کہ قرآن مجید نے کس انداز سے نصاری کو جواب دیا ہے۔

اہل کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟

اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابیں عطا کیں اور جو اللہ کے نبیوں کے ماننے والے تھے۔ اسلامی اصطلاح میں بالعموم "اہل کتاب" سے **یہود اور نصاریٰ** مراد لیے جاتے ہیں۔

1. **یہود**: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں جنہیں تورات عطا کی گئی۔ ان کے بعد بھی اللہ نے کئی انبیاء مبعوث فرمائے لیکن یہود نے اکثر انبیاء کی تکذیب اور مخالفت کی۔
2. **نصاریٰ (عیسائی)**: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں جنہیں انجیل دی گئی۔ اگرچہ وہ ابتدا میں ایک اللہ کے ماننے والے تھے لیکن بعد میں عقیدہ تثلیث اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت میں مبتلا ہو گئے۔

اہل کتاب کے ساتھ قرآن نے خصوصی خطاب فرمایا ہے کیونکہ ان کے پاس آسمانی صحیفوں کا علم اور پیغمبروں کی تعلیمات کی روایت موجود تھی۔ ان سے یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ حق کو پہچان کر اسلام قبول کر لیں گے، لیکن اکثر نے اپنے دین کو بگاڑ دیا اور مختلف گمراہیوں میں پڑ گئے۔

نصاریٰ کی گمراہیاں اور اشکالات

قرآن مجید نے نصاریٰ کی مختلف گمراہیوں کو نمایاں کیا ہے۔ ان میں سے چند بڑی گمراہیاں درج ذیل ہیں:

1. عقیدہ تثلیث (Trinity)

نصاریٰ نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ خدا تین اقانیم پر مشتمل ہے:

- خدا باپ *(Father)*
- خدا بیٹا *(Jesus)*
- روح القدس *(Holy Spirit)*

قرآن نے اس کی سخت تردید کرتے ہوئے کہا:

> "بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک ہی معبود ہے۔"
> *(المائدہ: 73)*

یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کے بالکل منافی ہے۔

---

2. حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کا دعویٰ

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا یا خدا کا اوتار قرار دیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے جلیل القدر نبی اور بندے تھے۔

> "مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔"
> *(المائدہ: 72)*

یہ آیت بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنی امت کو توحید کی دعوت دی تھی لیکن بعد والوں نے ان کی تعلیم کو مسخ کر دیا۔

---

3. اللہ کی اولاد ماننا

قرآن نے ان کے اس عقیدے کو بھی واضح کیا کہ وہ اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں۔

> "یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔"
> *(التوبہ: 30)*

اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ وہ بے نیاز ہے، اس کی نہ کوئی بیوی ہے نہ اولاد۔

---

4. راہبوں اور پادریوں کو رب ماننا

نصاریٰ اپنے پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کو حلال و حرام میں خودمختار مانتے تھے اور ان کی اندھی تقلید کرتے تھے۔ قرآن نے کہا:

> "انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی۔"
> *(التوبہ: 31)*

---

5. تحریفِ کتاب *(Scripture Distortion)*

اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں تحریف کی۔ کبھی الفاظ بدل دیے، کبھی معنی بدل ڈالے۔ قرآن نے اس پر تنقید کی:

"اہل کتاب میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو کتاب کو پڑھنے میں اپنی زبان کو ایسا مروڑتا ہے کہ تم گمان کرو کہ یہ کتاب ہی سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔"
(آل عمران: 78)

قرآن نے نصاریٰ کو کس انداز میں جواب دیا؟

قرآن مجید نے نصاریٰ کو مختلف انداز سے سمجھایا اور ان کی گمراہیوں کی وضاحت کی:

1. توحید پر زور

قرآن نے بار بار توحید پر زور دیا اور بتایا کہ اللہ اکیلا ہے۔

> "کہہ دو: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"
> *(الاخلاص: 1-4)*

یہ سورت نصاریٰ کے عقیدہ الوہیت اور تثلیث کا واضح جواب ہے۔

---

2. حضرت عیسیٰؑ کی حقیقت واضح کی

قرآن نے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی اور بندے تھے، خدا نہیں تھے۔ ان کی مثال حضرت آدمؑ کی طرح ہے، جو بغیر باپ کے پیدا کیے گئے۔

> "یقیناً عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے، اسے اللہ نے مٹی سے بنایا، پھر کہا ہو جا، تو ہو گیا۔"
> *(آل عمران: 59)*

---

3. عیسیٰؑ اور مریمؑ کی بشریت ظاہر کی

قرآن نے کہا کہ عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بشر تھے، خدا نہیں ہو سکتے۔

> "مسیح ابن مریم اور ان کی ماں دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم ان کے لیے آیات کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"
> *(المائدہ: 75)*

---

4. شرک کی مذمت

قرآن نے کہا کہ عیسیٰؑ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ لوگ انہیں اور ان کی ماں کو خدا بنائیں۔ یہ سب بعد میں لوگوں کی اپنی اختراع تھی۔

> "اور جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو؟ وہ کہیں گے: تو پاک ہے، مجھے حق نہیں کہ وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔"
> *(المائدہ: 116)*

---

5. مباہلہ کی دعوت

جب نصاریٰ نجران کے لوگ عقیدہ تثلیث پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کی دعوت دی کہ دونوں فریق اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔
(آل عمران: 61)

یہ انداز نصاریٰ کو ان کے غلط عقیدے سے رجوع کی طرف لانے کا تھا۔

نتیجہ

اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ نصاریٰ کی سب سے بڑی گمراہیاں تثلیث، عیسیٰؑ کی الوہیت، اللہ کے لیے اولاد ماننا، تحریفِ کتاب اور پادریوں کو رب ماننا تھیں۔ قرآن نے انہیں عقلی، فطری اور تاریخی دلائل کے ساتھ جواب دیا۔ حضرت عیسیٰؑ کی بشریت اور نبوت کو واضح کیا، شرک کی مذمت کی اور توحید کی عظمت کو بیان کیا۔ اسلام کا پیغام یہ ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

سوال نمبر 4۔ تفسیر کا لغوی و اصطلاحی مفہوم تحریر کیجئے اور عہد رسالت و عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تفسیر کی نوعیت کو بیان کیجئے۔

تفسیر کا لغوی مفہوم

تفسیر لغوی لحاظ سے عربی فعل "فَسَّرَ" سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں "کھولنا، واضح کرنا، بیان کرنا"۔ لغوی طور پر تفسیر کا مطلب ہے کسی بات یا عبارت کے مفہوم کو کھولنا تاکہ اس کی حقیقت اور اصل معنی سمجھ میں آئیں۔ قرآن مجید کے سیاق میں، تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی آیات کے معنی اور مفاہیم کو واضح کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو صحیح طور پر سمجھا جا سکے۔

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی طور پر، تفسیر وہ علمی کام ہے جس کے ذریعے قرآن مجید کی آیات کے مفاہیم، مقاصد، اور احکام کی وضاحت کی جاتی ہے۔ تفسیر میں نہ صرف الفاظ کے معنی بیان کیے جاتے ہیں بلکہ آیات کی نزول کی وجوہات، سیاق و سباق، اور عملی و فقہی پہلوؤں کی وضاحت بھی شامل ہوتی ہے۔

اصطلاحی تفسیر کی مختلف اقسام یہ ہیں:

1. **تفسیر بالقرآن:** ایک آیت کو دوسری آیت کے ذریعے سمجھانا اور وضاحت کرنا۔

2. **تفسیر بالحدیث:** قرآن کی آیات کی وضاحت کے لیے نبی کریم ﷺ کی احادیث کا استعمال۔

3. **تفسیر بالرائے:** اہل علم کے مستند قیاسات اور اجتہادات کی بنیاد پر وضاحت کرنا۔

4. **تفسیر باللسان:** زبان اور لغت کے اصولوں کے مطابق قرآن کی آیات کی توضیح۔

عہد رسالت میں تفسیر کی نوعیت

نبی کریم ﷺ کے دور میں تفسیر بنیادی طور پر وحی کے ذریعہ نازل ہونے والی آیات کی وضاحت اور تشریح پر مبنی تھی۔ اس وقت تفسیر کا کام زیادہ تر عملی اور زبانی تھا۔ لوگ نبی ﷺ سے براہِ راست آیات کے معنی اور احکام پوچھتے اور آپ ﷺ انہیں واضح فرماتے۔

عہد رسالت میں تفسیر کی خصوصیات:

1. **ذاتی رہنمائی اور وضاحت:** نبی ﷺ صحابہ اور ان کے پیروکاروں کے سوالات کے جواب میں قرآن کی آیات کی وضاحت فرماتے۔

2. **عملی تشریح:** تفسیر صرف علمی مطالعہ تک محدود نہیں تھی بلکہ قرآن کے پیغام کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے پر زور دیا جاتا۔

3. **حدیث اور سیرت کی بنیاد:** نبی ﷺ کے اقوال و افعال تفسیر کی بہترین مثال تھے، جن سے آیات کے حقیقی مفہوم کو سمجھنا آسان ہوتا۔

4. **سوال و جواب کا طریقہ:** صحابہ کرام جب کسی آیت کے بارے میں سوال کرتے تو نبی ﷺ وضاحت کے ساتھ جواب دیتے، جس سے عملی فہم حاصل ہوتا۔

عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تفسیر کی نوعیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عہد رسالت ﷺ کے بعد قرآن کی تفسیر کو لوگوں تک پہنچانے اور ان پر عمل کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس دور

میں تفسیر زیادہ تر زبانی اور عملی انداز میں پیش کی جاتی تھی۔

عہد صحابہ میں تفسیر کی خصوصیات:

1. **ذاتی تجربات پر مبنی تفسیر:** صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے سیکھے گئے علم کی روشنی میں آیات کی وضاحت کی۔

2. **عملاً تعلیم دینا:** صحابہ کرام نے قرآن کے احکام پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کے لیے عملی مثال قائم کی۔

3. **زبان اور لغت کی بنیاد:** آیات کی وضاحت کے لیے عربی لغت اور اصطلاحات کا استعمال کیا گیا تاکہ مفہوم واضح ہو۔

4. **اجتماعی اور فردی رہنمائی:** مختلف مواقع پر مختلف افراد اور جماعتوں کے لیے تفسیر بیان کی گئی تاکہ اسلامی تعلیمات ہر طبقے تک پہنچ سکیں۔

5. **فقہی اور عملی پہلوؤں کی وضاحت:** صحابہ کرام نے آیات کے فقہی احکام اور عملی اطلاق کو واضح کیا تاکہ امت کے لیے رہنمائی حاصل ہو۔

6. **نقل و روایت کا طریقہ:** تفسیر زیادہ تر زبانی طور پر نسل در نسل منتقل کی جاتی تھی، کیونکہ کتابت اور تحریر کا نظام ابھی مکمل طور پر فروغ نہیں پایا تھا۔

7. **سوال و جواب اور مشورے کا عمل:** صحابہ کرام نے عمومی اور مخصوص مسائل کے حل کے لیے قرآن کی تفسیر بیان کی، جس سے

امت کو حقیقی فہم حاصل ہوا۔

تفسیر کی اہمیت اور ضرورت

1. **قرآن کے صحیح مفہوم کی وضاحت:** تفسیر کے ذریعے آیات کے حقیقی معنی معلوم ہوتے ہیں۔

2. **احکام اور تعلیمات پر عمل کی رہنمائی:** تفسیر انسان کو قرآن کے احکام کے مطابق عمل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

3. **علمی و فکری تربیت:** تفسیر سے لوگوں کا علمی اور فکری شعور بڑھتا ہے۔

4. **دینی اور اخلاقی رہنمائی:** تفسیر انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں دینی اور اخلاقی اصولوں کی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

تفسیر کی اقسام عہد صحابہ میں

1. **تفسیر بالقرآن:** ایک آیت کے ذریعے دوسری آیت کی وضاحت کی جاتی تھی۔

2. **تفسیر بالحدیث:** نبی ﷺ کے اقوال و افعال کی روشنی میں آیات کی تشریح کی جاتی تھی۔

3. **تفسیر بالرائے:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی علمی بصیرت اور قیاسات کے ذریعے وضاحت کرتے تھے۔

4. **تفسیر باللسان و لغت:** عربی لغت اور اسلوب کے مطابق مفہوم بیان کیا جاتا تھا۔

عہد صحابہ کرام کے نمایاں مفسرین اور ان کی خدمات

1. **حضرت علی رضی اللہ عنہ:** انہوں نے قرآن کی کئی آیات کی تفصیلی تشریح کی اور فقہی احکام بیان کیے۔

2. **حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:** قرآن کی متعدد آیات کی وضاحت اور وجہ نزول بیان کی۔

3. **حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:** حدیث کے ذریعے آیات کی تفسیر میں رہنمائی فراہم کی۔

4. **حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:** قرآن کی تدوین اور آیات کی وضاحت میں فعال کردار ادا کیا۔

تفسیر کا مقصد عہد صحابہ میں

تفسیر کا مقصد قرآن کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا، اس کے احکام پر عمل کرانا، اور امت کو عملی اور فکری رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ اس دور کی تفسیر علمی، عملی، اور اجتماعی تھی، جو قرآن کے پیغام کو صحیح اور مؤثر انداز میں عام کرنے کا ذریعہ بنی۔

خلاصہ

تفسیر لغوی اور اصطلاحی طور پر کسی چیز کے مفہوم کو کھولنے اور وضاحت کرنے کا عمل ہے۔ عہد رسالت ﷺ میں تفسیر نبی کریم ﷺ کی ذاتی وضاحت اور عملی تشریح پر مبنی تھی جبکہ عہد صحابہ میں تفسیر

زبانی، عملی اور علمی لحاظ سے لوگوں تک پہنچائی گئی۔ صحابہ کرام نے تفسیر کو نہ صرف بیان کیا بلکہ اپنی زندگی میں نافذ کر کے لوگوں کے لیے عملی مثال قائم کی۔ تفسیر کے ذریعے قرآن کے مفہوم، احکام، اور مقاصد واضح ہوئے اور امت کے لیے رہنمائی کا ایک مکمل ذریعہ فراہم ہوا۔

سوال نمبر 5۔ قرآن مجید کو سمجھنے میں کون کون سی دشواریاں ہیں؟ ان کا حل کیا ہے؟ نیز مفسر کی ذمہ داریوں کی وضاحت کیجئے۔

قرآن مجید کو سمجھنے میں دشواریاں

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور تمام انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ تاہم، اسے سمجھنے میں بعض دشواریاں پیش آتی ہیں، جنہیں بیان کرنا اور ان کے حل کے لیے رہنمائی فراہم کرنا ضروری ہے۔

۱۔ عربی زبان کی دشواری

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، جو غیر عربی زبان بولنے والوں کے لیے مفہوم سمجھنا مشکل بناتی ہے۔ قرآن میں الفاظ، محاورات اور ادبی اسالیب ایسے ہیں جن کی درست تشریح کے لیے زبان پر مکمل عبور ضروری ہے۔

حل:

- عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنا اور قواعد و لغت پر عبور حاصل کرنا۔
- مشہور لغتیں اور تفسیری کتب استعمال کرنا تاکہ الفاظ کے درست معنی معلوم ہوں۔

۲۔ سیاق و سباق اور وجہ نزول کی دشواری

کئی آیات ایسے ہیں جن کا مفہوم مکمل طور پر سمجھنے کے لیے وجہ نزول اور تاریخی سیاق و سباق کو جاننا ضروری ہے۔ بغیر وجہ نزول کے آیات کے بعض پیغامات غلط فہمی کا باعث بن سکتے ہیں۔

حل:

- مفسرین کی روایت اور علم أسباب النزول کا مطالعہ کرنا۔

- احادیث اور تاریخی واقعات کا مطالعہ کرنا جو آیات کے سیاق کو واضح کرتے ہیں۔

۳. الفاظ و اسلوب کی پیچیدگی
قرآن میں کئی الفاظ اور جملوں کا مفہوم محاوراتی، استعاراتی یا کنایہ وار ہوتا ہے۔ بعض آیات میں تشبیہات، استعارات اور تجریدی اسلوب استعمال ہوا ہے۔
حل:

- تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث کا استعمال، تاکہ دیگر آیات یا نبی ﷺ کی احادیث کے ذریعے مفہوم واضح ہو۔

- مفسرین کے اجتہادی اور علمی قیاسات کو سمجھنا تاکہ الفاظ کی تشریح درست ہو۔

۴. علوم متفرقہ کی ضرورت
قرآن کی تفسیر میں فقہ، اصول فقہ، علوم حدیث، لغت، سیرت، اور تاریخ کی معلومات درکار ہیں۔ بغیر ان علوم کے مکمل فہم کے، آیات کی درست تشریح ممکن نہیں۔
حل:

- مختلف علوم کے بنیادی اصولوں کا مطالعہ اور تربیت۔

- مفسرین کی کتابوں اور علمی تحقیقات کا مطالعہ تاکہ علمی اور عملی فہم حاصل ہو۔

۵۔ روحانی اور قلبی پہلوؤں کی دشواری
قرآن صرف علمی کتاب نہیں بلکہ روحانی اور قلبی ہدایت بھی فراہم کرتا ہے۔ بعض افراد آیات کی حقیقت اور روحانی اثرات کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔
حل:

- اخلاص نیت اور تدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت اور مطالعہ کرنا۔
- روحانی اور اخلاقی تربیت حاصل کرنا تاکہ آیات کے معنی دل میں اتر سکیں۔

مفسر کی ذمہ داریاں

مفسر کی ذمہ داری قرآن کو سمجھنے اور دوسروں تک پہنچانے میں بہت اہم ہے۔ مفسر کے لیے درج ذیل امور ضروری ہیں:

۱۔ قرآن کی درست تشریح
مفسر کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کی آیات کے مفہوم کو صحیح انداز میں بیان کرے اور کسی قسم کی غلط تشریح یا تحریف سے گریز کرے۔

۲۔ علوم کا فہم اور مہارت
مفسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان، علوم قرآن، علوم حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور تاریخی معلومات میں مہارت رکھے تاکہ آیات کی جامع اور درست تشریح کر سکے۔

۳۔ سیاق و سباق کی وضاحت
مفسر کو آیات کے نزول کی وجہ، تاریخی پس منظر اور نازل ہونے کے

حالات کی وضاحت کرنی چاہیے تاکہ سامع یا قاری کو آیات کے حقیقی مفاہیم سمجھ میں آئیں۔

۴۔ عملی رہنمائی فراہم کرنا

مفسر کا کام صرف علمی تشریح تک محدود نہیں بلکہ قرآن کے احکام اور تعلیمات کے عملی پہلوؤں کو بھی واضح کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ قرآن کی تعلیمات پر عمل کر سکیں۔

۵۔ سچائی اور دیانت داری

مفسر کو چاہیے کہ وہ کسی ذاتی رائے یا مفاد کے تحت قرآن کی تشریح نہ کرے بلکہ سچائی اور دیانت داری کے ساتھ قرآن کے اصل مفہوم کو بیان کرے۔

۶۔ تدبر اور غور و فکر کی ترغیب

مفسر کو سامعین اور قاری کو قرآن پر غور و فکر، تدبر اور تحقیق کرنے کی ترغیب دینی چاہیے تاکہ وہ خود قرآن کی تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے کے قابل ہوں۔

۷۔ روحانی اور اخلاقی رہنمائی

مفسر کو صرف علمی پہلو تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ لوگوں کو اخلاقی اور روحانی تربیت فراہم کرنی چاہیے تاکہ قرآن کی تعلیمات دل و عمل میں اتر سکیں۔

نتیجہ

قرآن مجید کو سمجھنے میں زبان، سیاق و سباق، علوم متفرقہ، اور روحانی پہلو اہم چیلنجز ہیں۔ ان کا حل علم، تحقیق، تدبر، اور اخلاقی و روحانی تربیت کے ذریعے ممکن ہے۔ مفسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کی درست تشریح کرے، عملی اور روحانی رہنمائی فراہم کرے، سامعین کو تدبر کی طرف راغب کرے، اور ہمیشہ دیانت داری اور علمی معیار پر قائم رہے۔